فاروق الرحمن یزدانی
(مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

پیر عبدالقادر جیلانی اور ان کی تعلیمات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ ہی اس کی ہدایت وراہنمائی کا بندوبست بھی فرمادیا اوراس کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ چنانچہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی پیغمبر ورسول کو قوم کی راہنمائی کیلئے مبعوث فرمایا سب سے پہلے جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجا گیا تو باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم مني هدى فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون (البقرة:۳۸)

کہ اے آدم علیہ السلام تم سب اس جنت سے زمین پہ چلے جاؤ تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے گی جو شخص بھی میری ہدایت کی پیروی کریگا اس کو کوئی ڈر نہیں ہوگا نہ وہ غم کریں گے پھر اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کا ایک طویل سلسلہ چلا اور ہر نبی ورسول نے اپنی اپنی قوم کو زندگی کے مقصد سے آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اپنی اطاعت کا حکم فرمایا کہ:

وما خلقت الجن والانس الاليعبدون (الذاریات:۵۸)

انسانوں اور جنوں کی تخلیق کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء میں سب سے آخر میں امام الانبیاء سید الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اور لوگوں کو پیغام ہدایت سنایا پہلے انبیاء کرام چونکہ ایک مخصوص قوم یا علاقے کی طرف آئے اور ان کی شریعتیں بھی ایک خاص وقت کیلئے تھیں مگر رسول اللہ ﷺ کے متعلق ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

قل يا ايها الناس انی رسول الله اليكم جميعا (الاعراف:۱۵۸) کہ اے پیغمبر (ﷺ) آپ کہہ دیجئے لوگو مجھے اللہ تعالیٰ نے تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پھر اس طرح بھی ارشاد ہوتا ہے:

وما ارسلناک الا کافة للناس (سبا:۲۸)
کہ ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ کی نبوت ورسالت اور شریعت

سارے جہان کیلئے ہے اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین (الاحزاب:۴۰)

کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا بحیثیت نبی نہیں آئے گا۔ خود ناطق وحی پیغمبر ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمادیا:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ لیکن سلسلہ انسانیت تو آپ کی وفات کے بعد بھی جاری رہنا تھا اس لئے ان کی راہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ (آل عمران:۱۱۰)

کہ (اے امت محمدیہ) تم بہترین امت ہو اس لئے کہ اب امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کی ذمہ داری تمہاری ہے اور زبان نبوت سے یوں فرمان جاری ہوا: **بلغوا عنی ولو آیۃ** (بخاری ۱/۴۹۱)

کہ اگر تمہیں ایک مسئلہ بھی معلوم ہو تو اس کو دوسروں تک پہنچادو۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی تو نہیں آئے گا مگر تبلیغ حق کا فریضہ اس امت کے افراد ادا کریں گے۔ کچھ زبان وقلم سے اس ذمہ داری سے عہدہ براء ہونگے اور کچھ اس حق کی خاطر جان قربان کردیں گے۔ اگرچہ ہر مسلمان مومن اللہ تعالیٰ کا ولی اور دوست ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمت الی النور (البقرۃ:۲۵۷) اور **واللہ ولی المومنین** (آل عمران:۶۸)

مگر کچھ لوگ اپنے آپ کو ایمان اور اسلام کا اس قدر پابند کرتے ہیں کہ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں گزرتا ہے یقیناً ان لوگوں کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند ہوتا ہے تبھی تو عرش سے اطلاع آتی ہے:

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون (یونس:۶۲)

ایسے لوگوں کو عرف عام میں ولی اللہ کہا جاتا ہے۔ اب چاہیے تو یہ کہ ہم ایسے لوگوں کی تعلیمات کو اپنائیں اور اس کے مطابق زندگی بسر کریں تاکہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے دوست بن سکیں مگر کچھ لوگوں نے اولیاء اللہ کی تعلیمات اپنانے کی بجائے ان کی پوجا شروع کردی جس طرح اللہ کی عبادت کرنی چاہیے مشکلات میں اسی سے مدد مانگنی چاہیے اس کے نام کی ہی نذر و نیاز دینی چاہیے اور صرف اسی کے نام کے وظیفے کرنے چاہیں یہ سب کام اولیاء اللہ کی آڑ میں

غیر اللہ کیلئے کرنے شروع کر دیئے ہیں اور یہ وبا اس قدر عام ہوگئی کہ بعض لوگوں نے اس کو اچھا خاصا کاروباری رنگ دے لیا کہ:

''ہنگ لگے نہ پھٹکری تے رنگ وی چوکھا چڑھے'' کے مصداق بعض ایسے لوگ بھی اس میدان میں کود پڑے جنہوں نے اپنی زندگی میں شریعت کو کبھی چکھ کر بھی نہیں دیکھا لیکن بہر حال اس سے حقیقی مومن مسلمان اور ولی اللہ کے افکار و تعلیمات کی افادیت سے انکار ممکن نہیں پھر ان لوگوں میں سے بھی بعض لوگ اپنی نیکی تقویٰ پرہیز گاری کی وجہ سے زمانے میں بہت معروف ہوئے جن میں ایک نام نامی اسم گرامی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔(اگر چہ ان کے بعض تفردات بھی ہیں جن سے اتفاق ممکن نہیں کیونکہ وہ سراسر قرآن وحدیث کے خلاف ہیں کیونکہ انسان غلطی کرسکتا ہے غلطی سے مبرا صرف انبیاء کرام کی نفوس قدسیہ ہی ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی مطلع فرمادیتے ہیں) جن کو لوگوں نے پیران پیر، غوث اعظم، پیر دستگیر، اور گیارہویں والے پیر کے نام سے بھی مشہور کیا ہے۔ اور کئی ایسی خرافات' من گھڑت روایات اور قصے ان کی طرف منسوب کیے ہیں کہ ان کی تعلیمات و افکار' عقائد و اعمال کو نہ صرف دھندلا دیا ہے بلکہ بالکل ہی فراموش کر دیا ہے۔ پھر ہر مہینے ان کے نام کی گیارہویں کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔

ہم اس نشست میں صرف ان کے افکار کی ایک جھلک پیش کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ گیارہویں وغیرہ پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بہت سوں کو ہدایت کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے پہلے کہتے تھے کہ یہ پیر صاحب کے نام کی گیارہویں ہے اگر ہم مقررہ تاریخ کو نیاز نہیں دینگے، کھیر نہیں پکائیں گے تو پیر صاحب ہمارا نقصان کر دیں گے۔ مگر اب لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ پیر صاحب کے نام کی نہیں بلکہ ان کے ایصال ثواب کیلئے۔ کیونکہ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے:

انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ (البقرۃ:۱۷۳)

اللہ تعالیٰ نے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس کو غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا جائے حرام کر دیا۔ اس لئے اگر کوئی آدمی اپنی جہالت کی وجہ سے صاحب کے نام کی نذر و نیاز گیارہویں کے نام پر ہے تو وہ حرام ہے۔ اور دینے والا خالص مشرک اگر کوئی جدیدیت کے لبادے میں اسے ایصال ثواب کا نام دیتا ہے تو پھر بھی یہ غلط ہے کیونکہ ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ شریعت محمدیہ میں نہیں ہے اور نہ ہی

بزرگوں کی یہ تعلیم ہے۔ اس وقت ہم صرف اپنے سادہ لوح بھائیوں کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ پیر عبدالقادر جیلانی سے عقیدت ومحبت یہ نہیں کہ آپ ان کے نام پر شکم پروری کریں بلکہ ان سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ خود بھی ان کی تعلیمات کو اپنائیں اور دوسرے لوگوں تک بھی ان کے افکار کو عام کریں تا کہ وہ بھی ان پر عمل کر کے حضرت پیر صاحب کیلئے ایصال ثواب کا ذریعہ بنیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے:

اذا مات الانسان انقطع عمله الا ثلاثة اعمال الامن صدقة جارية اوعلم ينتفع به او ولد صالح يدعوا له . (مسلم۲/۴۱)

کہ جب آدمی فوت ہوجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں جن کا اجر اس کو بعد الموت بھی ملتا رہتا ہے۔ (۱) صدقہ جاریہ، ایسا عمل کرے کہ جس سے بعد میں بھی لوگ فائدہ اٹھائیں تو جب تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کو برابر ثواب ملتا رہیگا۔ (۲) ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں (یعنی دین اسلام کی تعلیم) (۳) نیک اولاد جو اس کی موت کے بعد اس کے لئے دعا کرے اس حدیث سے یہ معلوم ہوا اگر کوئی آدمی کسی دوسرے سے دینی علم حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کریگا تو علم سکھانے والے کو بھی اس عمل کا ثواب ملیگا۔ اس لئے اوپر ہم نے لکھا ہے کہ پیر صاحب کیلئے ایصال ثواب کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ان کی دینی تعلیمات اور اسلامی افکار کو اپنایا جائے البتہ اگر ان کی کوئی بات قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو پھر ان کی بات چھوڑ کر قرآن وحدیث پر عمل کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی میں کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔ خود پیر صاحب نے ایسی تعلیم دی ہے آپ اپنی تصنیف فتوح الغیب میں فرماتے ہیں:

تتبع كتاب الله وسنة رسوله ﷺ كما قال الله وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا وقال قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله فتقنى عن هواك ونفسك ورعونتها في ظاهرك وباطنك فلا يكون في باطنك غير توحيد الله وفي ظاهرك غير طاعة الله (فتوح الغیب:۲۵۲) کہ اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو تم کو رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ اور یہ بھی فرمایا اے پیغمبر ﷺ کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا تو تجھے اپنی خواہشات نفس اور رعونت کو

اپنے ظاہر و باطن سے چھوڑ دینا چاہیے تیرے باطن میں صرف اللہ کی توحید ہو اور ظاہر میں صرف اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت ہو۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت پیر صاحب قرآن و سنت کو کس قدر اہمیت دیتے تھے۔ اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اس دنیا میں جو بہت سے لوگ تفرقہ بازی کا شکار ہو کر اپنی الگ الگ مذہبی دکانیں سجائے بیٹھے ہیں حضرت پیر صاحب کا ان کے متعلق کیا فیصلہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه واصحابی. (مشکوٰۃ ۱/۳۰)

بے شک بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی ایک کے سوا باقی تمام جہنم میں جائیں گے صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہونگے آپ نے فرمایا جو میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ اپنائیں گے وہ جنتی ہونگے باقی جہنمی۔

پھر ایک جنتی جماعت کی نشاندہی کرتے ہوئے پیر صاحب فرماتے ہیں:

واما الفرقة الناجیة فهی اهل السنة والجماعة (غنیۃ الطالبین:۱۵۱)

لیکن سب میں نجات پانے والا فرقہ اہل سنت والجماعت کا ہے اور پھر اہل سنت کی وضاحت کرتے ہوئے کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا:

واعلم ان لاهل البدع علامات یعرفون بها فعلامة اهل البدعة الوقیعة فی اهل الاثر...... وکل ذالک عصبة وغیاظ لاهل السنة ولا اسم لهم الا اسم واحد وهو اصحاب الحدیث (غنیۃ:۱۴۳)

جان لو کہ اہل بدعت کی کچھ نشانیاں ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں تو اہل بدعت کی یہ علامت ہے کہ وہ اہلحدیث کو برا کہتے ہیں............(یہاں پیر صاحب نے کچھ وہ نام گنوائے ہیں جو بدعتیوں نے اہل حدیث کے رکھے ہیں اختصار کی وجہ سے عبارت حذف کر دی ہے اور مقصود بھی نہیں)......اور یہ سب صرف تعصب اور غصہ کی وجہ سے ہے جو ان لوگوں کو اہل سنت (اہلحدیث) سے ہے ورنہ ان اہل سنت کا تو ایک ہی نام ہے اس کے علاوہ ان کا کوئی نام ہی نہیں اور وہ نام ہے اہلحدیث۔

قارئین!! اس سے معلوم ہوا کہ پیر صاحب کے نزدیک اہلحدیث کو برا کہنے اور مخالفت کرنے والے لوگ بدعتی ہیں اور یہ بھی پیر صاحب نے واضح

کر دیا کہ اہل حدیث ہی اہل سنت ہیں۔ اور اہل سنت یعنی اہلحدیث ہی نجات پانے والے ہیں۔

نمازوں کے اوقات اور پیر صاحب

نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے حتیٰ کہ باقی ارکان میں بھی اس کو برتری حاصل ہے کیونکہ حج تو صرف صاحب استطاعت پر، زکوٰۃ صاحب نصاب پر اور روزے سال میں صرف ایک مہینہ وہ بھی صاحب استطاعت پر فرض ہیں مگر نماز تو ہر عاقل، بالغ مرد، عورت، امیر، غریب پر یکساں فرض ہے جو نہ گرمی، سردی، تنگی ترشی اور نہ ہی بیماری حتیٰ کہ حالت جنگ میں بھی معاف نہیں اس لئے ہم صرف نماز سے متعلقہ چند مسائل پیش کر کے گیارہویں پکانے اور کھانے والوں سے یہ امید رکھیں گے کہ صرف کھانے پینے میں ہی وہ پیر صاحب کو آڑ نہیں بنائیں گے بلکہ ان کی تعلیمات کو بھی اپنائیں گے۔ اور پھر اس ماہ رواں (ربیع الثانی) میں تو بڑی گیارہویں کے نام پر ایمان و مال دین و دنیا کا اچھا خاصا کباڑہ کیا جاتا ہے۔ غوث الاعظم کے نام پر عرس منائے جاتے ہیں۔ بڑی گیارہویں کے نام پر محفلیں برپا ہوتی ہیں اور نا معلوم کیا کیا ڈھونگ رچائے جاتے ہیں؟ تو اس وقت ہم نماز کے متعلقہ چند مسائل پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے نمازوں کے اوقات کے متعلق تحریر کریں گے تاکہ یہ معلوم ہو کہ پیر صاحب کے نام پر گیارہویں کھانے والے کیا اوقات نماز کے متعلق بھی پیر صاحب کی بات مانتے ہیں یا نہیں، چنانچہ غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے: **فصل فی بیان صلوٰۃ الفجر**، یعنی فصل ہے فجر کے وقت کے بیان میں آگے لکھا ہے، **فاول وقتها انصداع الفجر الثانی** (غنیۃ الطالبین: ۵۶۷) کہ نماز فجر کا اول وقت صبح صادق ہونے پر ہے۔ اور پیر صاحب کا یہ موقف بالکل رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق ہے صرف یہ نہیں کہ انہوں نے اول وقت بیان کیا ہے بلکہ کچھ آگے تحریر فرماتے ہیں:

والافضل التغليس بها خلاف ماقال الامام ابو حنيفة من ان الاسفار بها افضل وانما قلنا ذالک لما روى عن عائشة قالت ان النسآء يخرجن على عهد رسول الله ﷺ يصلين الفجر معه يرجعن متلفعات بمروطهن لا يعرفهن احدهن من الغلس (غنیۃ: ۸۶۸)

اور افضل وقت بھی اندھیرے میں نماز فجر پڑھنا ہے اس بات کے خلاف جو امام ابوحنیفہ نے کہی ہے کہ نماز روشنی میں پڑھنا افضل ہے۔ اور ہماری دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے آپ فرماتی ہیں: بے شک رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عورتیں جاتی تھیں اور آپ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتی تھیں واپس لوٹتیں تو اپنی چادروں سے اپنے آپ کو

لپیٹے ہوئے ہوتیں اور اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ قارئین اس طویل اقتباس کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پیر صاحب تو نماز فجر کو اندھیرے میں پڑھنے کو افضل قرار دیں مگر ان سے نسبت کرنے والے قادری حضرات ان کے نام کی کھیر تو ہڑپ کر جاتے ہیں مگر ان کی تعلیم کے مطابق افضل وقت میں نماز پڑھنے کو تیار نہیں۔ اور پھر پیر صاحب اپنے موقف میں حدیث رسول اللہ ﷺ پیش کر کے واضح فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا موقف اس مسئلہ میں حدیث کے خلاف ہے مگر آج کے تمام بریلوی اپنے آپ کو حنفی مذہب کا پیروکار بتاتے فخر محسوس کرتے ہیں۔

یہ تو تھا نماز فجر کا وقت نماز ظہر کے وقت کے متعلق پیر صاحب فرماتے ہیں:

واما الظهر فاول وقتها اذا زالت الشمس واخره اذا صار ظل كل شيء مثله والافضل تعجيلها الا في شدة الحر (غنیۃ:۵۶۹) اور لیکن ظہر تو اس کا اول وقت ہے جب سورج ڈھل جائے اور اس کا آخری وقت ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جائے اور افضل اس کو جلدی پڑھنا ہے مگر سخت گرمی میں۔ اب کوئی بھی قادری اور سگ غوث اعظم اور سگ میراں افضل (اول) وقت میں نماز ادا نہیں کرتا کیونکہ یہ صرف چوری کھانے والے مجنوں ہیں خون دینے والے نہیں۔

نماز عصر کے متعلق فرماتے ہیں:

واما وقت العصر فاوله على ما ذكرنا ادنى زيادة على المثل وآخر وقتها اذا صار الظل مثليه (غنیۃ:۵۷۵) کہ نماز عصر کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے جب سایہ ایک مثل سے معمولی بڑھ جائے اور آخری وقت اس کا ہے جب سایہ دو مثل ہو جائے۔ اب غور کریں وہ لوگ جو پیر صاحب کے عرس کی تقاریب منعقد کرتے ہیں کہ کیا انہیں زندگی میں کبھی ایک مرتبہ بھی پیر صاحب کی تعلیمات کو اپنانے کا موقعہ ملا ہے؟

نماز میں اطمینان اور شیخ عبدالقادر جیلانی:

آج جتنے بھی لوگ پیر صاحب سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں ان میں اکثریت تو ایسے لوگوں کی ہے جو نماز پڑھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے کیونکہ ان کی جیبیں اور دیگیں ٹٹولنے والے مولویوں نے ان کو من گھڑت قصے سنا رکھے ہیں کہ ایک آدمی سے قبر میں منکر نکیر (فرشتوں) نے جب سوال کیا کہ: من ربك، تیرا رب کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں تو پیر صاحب کا دھوبی ہوں تو فرشتے اس سے سوال کئے بغیر ہی واپس چلے گئے اگر ایک دھوبی جو پیر صاحب کے کپڑے دھوتا ہے اگر وہ قبر

کے حساب سے بچ سکتا ہے تو ہم ہر ماہ پیر صاحب کی گیارہویں پکانے والے کیوں نہیں بچ سکتے۔ حالانکہ ایسے واقعات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی محض لوگوں کو گمراہ کرنے اور ان کا مال بٹورنے کیلئے دنیا پرست لوگوں نے جو علماء اور پیروں کے روپ میں ابلیس کے ایجنٹوں کا کردار ادا کرتے ہیں نے گھڑ رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے بھی ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

یا ایھا الذین آمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ (التوبۃ:۳۴)

اے ایمان والو بے شک بہت سے مولوی اور پیر لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رستے سے بھی ان کو روکتے ہیں۔

اور جو لوگ پڑھتے بھی ہیں ان کی رفتار بھی نائٹ کوچ سے کم نہیں کہی جا سکتی جس میں نہ رکوع و سجود کا اہتمام ہوتا ہے اور نہ ہی قومہ وجلسہ میں اطمینان ،جبکہ پیر صاحب کے نزدیک یہ ساری چیزیں نماز کے واجبات اور آداب میں شامل ہیں مگر کسی قادری کو اس کی پرواہ نہیں۔ حالانکہ پیر صاحب فرماتے ہیں اگر کوئی آدمی کسی کو دیکھئے کہ وہ نماز میں رکوع، سجود میں اطمینان نہیں رکھتا تو اس کو سمجھائے حتیٰ کہ نسل در نسل یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔ اور پھر اس کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

لو رای رجل من یسرق حبۃ واحدۃ اورغیفا من انسان یھودی او مسلم لم یتمالک من نفسہ حتیٰ یصیح علیہ ویزجرہ ویقبح لہ ذالک واذا رای من یصلی ویسرق ارکان الصلوٰۃ ویسقطھا مع الواجب ویسابق الامام سکت عنہ ولا ینطق فینکر علیہ ویعلمہ . (غنیۃ:۶۰۹) اگر کوئی آدمی کسی کو دیکھے کہ کسی یہودی یا مسلمان کی ایک روٹی یا ایک دانہ چوری کر رہا ہے تو وہ اس پر خاموش نہیں رہ سکے گا۔ بلکہ وہ اس بات پر چیخے چلائے گا اور وہ چور کو ڈانٹ ڈپٹ کریگا اور یہ بات (چوری) اس کو بہت بری لگے گی تو جب وہ کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور نماز کے ارکان چوری کر رہا ہے اور واجبات ترک کر رہا ہے اور امام سے سبقت لے جاتا ہے تو وہ اس سے خاموش رہیگا اور اس پر کلام نہیں کریگا؟ تو وہ آدمی اس کو منع کریگا اور سکھائیگا اس کو۔

برادران اسلام: اس کے بعد پیر صاحب نے احادیث بھی ذکر کی ہیں کہ دنیا کا بدترین چور نماز کا چور ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی کو فرمایا تھا جو نماز کے رکوع و سجود میں اطمینان نہیں کرتا تھا کہ:

ارجع فصل فانک لم تصلّ

جاؤ واپس چلا جا نماز پڑھ بے شک تو نے نماز

نہیں پڑھی۔ تو اس ساری بحث سے یہ معلوم ہوا کہ نماز کو اطمینان سے ادا کرنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا بھی موقف ہے جو لوگ رکوع، سجود میں اطمینان رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھ کر نہیں کرتے ان کو کم از کم شیخ عبدالقادر جیلانی سے اپنی نسبت کی لاج رکھتے ہوئے آج سے اپنی مساجد میں اطمینان کے ساتھ رکوع، سجود ادا کرنے شروع کر دینے چاہیں۔

تکبیر تحریمہ اور پیر صاحب:

قارئین: احناف کے نزدیک نماز شروع کرتے وقت اگر کوئی آدمی اللہ اکبر (تکبیر تحریمہ) نہ کہے بلکہ اس کی جگہ کوئی اور لفظ جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی بیان ہوتی ہو کہہ دے تو تب بھی اس کی نماز ہو جائیگی جیسا کہ ہدایہ جلد ا ص ۱۰۰ ، شرح وقایہ ص ۱۶۵ ، فتاویٰ عالمگیری ۱/ ۶۸ ، منیۃ المصلی ص ۱۱۱ ، قدوری ۳۹ ، اور دیگر کتب فقہ میں موجود ہے۔ مگر پیر صاحب اس بات کو نہیں مانتے وہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی مذکورہ بالا (طہارت وضوء غیرہ) کی شرائط پوری کر چکا تو پھر **دخل فی الصلوۃ بقول اللہ اکبر لا یجزیہ غیرہ من الفاظ التعظیم** (غنیۃ الطالبین: ۶)

اللہ اکبر کہہ کر وہ نماز میں داخل ہوگا اس کے علاوہ کوئی تعظیم کے الفاظ اس کو کفایت نہیں کریں گے اب غور کرنا چاہیے میرے ان حنفی بھائیوں کو جو پیر صاحب سے عقیدت کا اظہار بھی کرتے ہیں اور ان کی بات بھی نہیں مانتے۔

رفع یدین اور پیر صاحب:

رسول اللہ ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت، اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے جیسا کہ بخاری ۱/ ۱۰۲، مسلم ۱/ ۱۶۸، ترمذی ۱/ ۵۹، نسائی ۱/ ۱۲۳، ابن ماجہ ۶۱ ، دارمی ۱/ ۲۲۹ اور احادیث کی دیگر کتب میں بھی رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کی احادیث موجود ہیں جبکہ گیارہویں کھانے اور کھلانے والی پارٹی یہ عمل نہیں کرتی۔ حالانکہ جن بزرگوں کے نام سے یہ شکم سیری کرتے ہیں وہ نماز کی ھئیت و کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ **رفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والرفع منہ** (غنیۃ: ۷) کہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا نماز کی ھیئت (طریقہ، شکل و صورت) ہے۔

آمین بالجہر اور پیر صاحب:

اسی طرح نماز میں بلند آواز سے آمین کہنا کہ جب نماز میں قرآت بلند آواز سے کی جا رہی ہو تو صورت فاتحہ کے اختتام پر امام اور مقتدی دونوں بلند آواز سے آمین کہیں گے جیسا کہ درج ذیل کتب

احادیث بخاری ۱/ ۱۰۸، مسلم ۱/ ۱۷۶، ابوداؤد ۱/ ۱۳۵، ترمذی ۵۷، نسائی ۱/ ۱۱۳، ابن ماجہ ۶۱، دارمی ۱/ ۲۲۸ و دیگر کتب احادیث میں یہ حدیث موجود ہے۔ اور پھر حضرت پیر صاحب بھی فرماتے ہیں: **والجهر بالقراة وآمين والاسرار بهما.** (غنیۃ: ۷) کہ قرات میں آمین بالجہر بلند آواز سے کرنا جہری نمازوں میں) اور ان کو آہستہ کہنا (سری نمازوں میں) اب کوئی بھی سگ دربار غوثیہ، جامع مسجد غوثیہ کا امام یا نمازی، کسی دارالعلوم غوثیہ کا کوئی استاد یا شاگرد قادری اس پر عمل نہیں کرتا، حالانکہ اگر رسول اللہ ﷺ کا فرمان سمجھ کر نہیں کرتے تو نہ کریں (کیونکہ پیغمبر سے تو انہوں نے تعلق بھی واجبی صرف کلمہ کی حد تک رکھا ہے) مگر پیر صاحب کے فرمان کو تو نہ چھوڑیں جن کی ہر مہینے یاد مناتے ہیں۔

وتروں کی تعداد اور پیر صاحب:

نماز وتر جو عشاء کی نماز کے ساتھ آخر میں ادا کئے جاتے ہیں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی تہجد کی نماز کے ساتھ ادا کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک رکعت وتر پڑھنے کی اجازت دی ہے جیسا کہ بخاری ۱/ ۱۳۵، مسلم ۱/ ۲۵۳، ابوداؤد ۱/ ۲۰۱، ترمذی ۱/ ۱۰۶، نسائی ۱/ ۲۰۰، ابن ماجہ ۸۴، مستدرک حاکم ۱/ ۳۰۲، دارقطنی ۲/ ۲۳، دارمی ۱/ ۳۱۰ میں موجود احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوتا ہے اور اس بات کو حضرت پیر صاحب نے بھی غنیۃ الطالبین ص ۵۴۰ پر بیان کیا ہے؛۔ مگر کھانے پینے کے موقعہ پر لمبی لمبی سروں سے پیر صاحب کا نام گانے والے اس موقعہ پر ان کو یاد بھی نہیں کرتے۔

وتر پڑھنے کا طریقہ اور پیر صاحب:

رسول اللہ ﷺ تین رکعت والی نماز وتر دو طریقوں سے ادا فرماتے تھے کبھی ایک ہی سلام کے ساتھ آپ تین رکعت ادا فرماتے مگر مغرب کی مشابہت سے بچنے کیلئے پہلا تشہد نہیں بیٹھتے تھے اور آپ نے اس سے منع بھی فرمایا ہے آپ کے نماز وتر کا طریقہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا یوں بیان فرماتی ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يقعد الا في آخرهن (مستدرک حاکم ۱/ ۳۰۴ کتاب الوتر) رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا فرماتے تو صرف ان تین رکعات کے آخر میں بیٹھتے تھے (درمیان میں دو رکعت کے بعد نہیں بیٹھتے تھے) اور کبھی رسول اللہ ﷺ دو رکعت ادا فرما کر سلام پھیر دیتے اور پھر تیسری رکعت الگ ادا فرماتے اور یہ طریقہ اس لحاظ سے افضل بھی کہ اسمیں ثناء، درود اور دعائیں زیادہ پڑھی جاتی ہیں۔ اور اسی طریقے کو حضرت پیر صاحب نے بھی پسند فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

ویوتر بثلاث ومخیران وأن شاء صلاها بتسلیمة واحدة کصلوٰۃ المغرب وان شاء فصل بینهما فیسلم عن رکعتین ویوتر بالاخرة وهو افضل (غنیۃ:٥٧٦) اور تین رکعات کے ساتھ وتر کرے اس میں اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو نماز مغرب کی طرح ایک سلام سے ادا کرے اور اگر چاہے تو ان میں فرق کرے، دو رکعتین پڑھ کر سلام پھیر لے اور آخری رکعت کو وتر بنا لے اور یہ افضل ہے۔

نوٹ:

پیر صاحب نے جو تین رکعات کو ایک سلام کے ساتھ پڑھتے وقت مغرب کی طرح پڑھنے کی اجازت دی ہے یہ درست نہیں کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقہ کے خلاف ہے جیسا کہ باحوالہ گزر چکا ہے۔ اور پھر آپ نے حکماً بھی فرمایا ہے کہ نماز وتر کو نماز مغرب کے مشابہ نہ کرو اور یہی اہل حدیث کا مسلک ہے کہ جس کسی کی بات بھی قرآن و حدیث کے خلاف ہوگی اس کو رد کر دیا جائیگا غیر مشروط اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہی فرض ہے۔ اور کسی کی جائز بھی نہیں۔ اس مقام پر صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ پیر صاحب دو رکعت الگ اور ایک رکعت الگ پڑھنے کو افضل قرار دے رہے ہیں مگر ان سے نسبت کرنے والے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی اس طریقے پر ادا کرنے کی سعادت حاصل نہیں کر سکتے۔

نماز وتر میں دعائے قنوت کا مقام اور پیر صاحب

رسول اللہ ﷺ نماز وتر کی آخری رکعت میں قنوت فرماتے تو کبھی آپ قنوت رکوع سے پہلے کر لیتے اور کبھی رکوع کے بعد اب بھی کوئی آدمی دونوں طریقوں میں سے جس طرح بھی کریگا درست ہے مگر احناف کا طریقہ بالکل غلط ہے سورۃ اخلاص پڑھنے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کر کے دوبارہ ہاتھ باندھنا یہ کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ جس طرح سورۃ فاتحہ کے متصل بعد سورۃ اخلاص شروع کر دی تھی اسی طرح سورۃ اخلاص کے معاً بعد ہی دعائے قنوت شروع کرے۔ مگر احناف رکوع کے بعد قنوت کے مسئلہ کو نہ بیان کرتے ہیں اور نہ اپنا تے ہیں حالانکہ پیر عبدالقادر جیلانیؒ بھی فرماتے ہیں فصل فی دعآء الوتر وهو ان یقول اذا رفع راسه من الرکوع فی الرکعة الاخیرة من الوتر (غنیۃ:٥٤٢) کہ دعائے قنوت وتروں کی آخری رکعت میں جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس وقت پڑھے۔

جمع بین الصلوٰتین اور پیر صاحب

سفر میں رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کو اور مغرب

اورعشاء کو جمع کر کے پڑھ لیتے تھے یعنی کبھی ظہر کو عصر کے ساتھ اور کبھی عصر کو ظہر کیساتھ اور اس طرح مغرب اور عشاء ادا فرماتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف ۱/ ۱۴۹، مسلم ۱/ ۲۴۵، ابو داؤد ۱/ ۱۷۱ میں حدیث موجود ہے اور پیر عبدالقادر جیلانی صاحب بھی اس کو تسلیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واما الجمع بین الصلوتین فجائز بین الظھر والعصر وبین المغرب والعشاء (غنیۃ:۲۶۷) اور لیکن دو نمازوں کا جمع کرنا تو یہ جائز ہے کہ ظہر اور عصر کو جمع کر لے اور مغرب اور عشاء کو جمع کر لے۔ آگے فرماتے ہیں:

وھو نخیر بین تاخیر الاولی الی وقت الثانیة وبین تقدیم الثانیة الی وقت الاولی (حوالہ مذکورہ) اور اس بات میں اس کو اختیار ہے چاہے تو پہلی نماز کو دوسرے وقت میں جمع کر لے اور چاہے تو دوسری کو پہلی نماز کے وقت میں اس کے ساتھ جمع کرے۔

قارئین:

ہم نے حضرت پیر صاحب کی تعلیمات و افکار میں سے چند پھول آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ صرف کھانے پینے تک ہی پیر صاحب سے عقیدت رکھتے ہیں یا ان کی تعلیمات پر عمل بھی کرتے ہیں۔

بقیہ: صالح معاشرہ کی تشکیل

خاندانی نظام کس طرح ہیں، ماضی میں اصلاح قوم کی طرح ان کا کیا رول رہا ہے۔ اصلاحی کاموں میں ان کا کس قدر حصہ رہا ہے۔

تیسری چیز جو حکومت کی اصلاح کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہر صاحب اقتدار اپنے اقدار واختیارات کے مطابق اپنے ماتحتوں کی دیکھ بھال کرے اور اپنی ذمہ داریوں کے متعلق خدائی محاسبہ کا خیال رکھے کہ "**کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ**" تم سب کے سب اپنی رعیت اور ماتحتوں کے بارے میں پوچھے جاؤ گے۔

چوتھی چیز جس پر حکومت کی اصلاح کا مدار ہے وہ یہ ہے کہ تمام رعایا اپنے امیر کی فرمانبرداری کریں۔ اس کے اوپر اعتماد ویقین رکھیں، اس کی اتباع کو فرض سمجھیں، اس لیے کہ فرمان نبوی ہے:

((اوصیکم بتقوی اللہ واسمع والطاعة وإن تأمر علیکم عبد حبشی))

"میں نے تمھیں اللہ سے ڈرنے اور امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ تم پر حبشی غلام ہی کیوں نہ مامور ہو۔

لہٰذا اگر ہم بھی معاشرے کی فلاح و بہبود چاہتے ہیں تو اسلامی تعلیمات کو گلے لگائیں اور دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔